فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورۃ کوثر)

زیرِ ناف ہاتھ باندھنے کا تحقیقی جائزہ

از

رضاء اللہ عبدالکریم المدنی

خادم الحدیث والافتاء بجامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی پھاٹک حبش خان دہلی

ناشر

ادارہ تحفظ کتاب و سنت

پھاٹک حبش خاں، دہلی ۶

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۔ (سورہ کوثر)

زیرِ ناف ہاتھ باندھنے کا تحقیقی جائزہ

رضاءاللہ عبدالکریم المدنی

خادم الحدیث والافتاء جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی

پھاٹک حبش خاں دہلی

ناشر

ادارہ تحفظ الکتاب وسنت ۔ پھاٹک حبش خاں دہلی ۔۶

نام کتاب	:	زیر ناف ہاتھ باندھنے کا تحقیقی جائزہ
نام مؤلف	:	رضاء اللہ عبد الکریم مدنی
سنہ طباعت	:	2013ء
کمپوزنگ	:	اپنا پرنٹنگ ہاؤس، دہلی۔۶
ناشر	:	اہلحدیث اکاڈمی، پھاٹک حبش خاں، دہلی۔۶
قیمت	:	-/25 روپئے

ملنے کے پتے

۱. ادارہ تحفظ کتاب وسنت، جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی
پھاٹک حبش خاں، دہلی۔۶

۲. سلفی بک سینٹر 1352/6، انصار مارکیٹ، نزد۔
مرکز جماعت اسلامی، چتلی قبر، جامع مسجد، دہلی۔۶
موبائل نمبر: 9136505582

۳. الکتاب انٹرنیشنل مرادی روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵

۴. دار الکتب الاسلامیہ، ٹمیا محل، جامع مسجد، دہلی۔۶

۵. فہیم بکڈپو، مئو ناتھ بھنجن، یوپی

۶. مکتبہ جامعہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، بنارس، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

دینی جماعتوں، تنظیموں کی سرگرمیوں پر جو لوگ نظر رکھتے ہیں وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ گزشتہ چند سالوں سے مذہبی منافرت میں اضافہ ہوا ہے، خاص طور سے ہمارے دیوبندی بھائیوں کا ایک گروپ پوری طرح جدال وقتال پر آمادہ ہے، لیکن یہ جدال وقتال بھی صرف خاص طور پر اہلحدیثان ہند کے خلاف ہے۔

مساجد کی تعمیر میں روڑے اٹکانے سے لے کر محکمہ پولس اور انٹلیجنس کو اہلحدیث کے تعلق سے بالکل جھوٹی خبریں پہنچانا اور ان کے خلاف جھوٹے الزامات لگا کر ان کو قید وبند کی صعوبتوں میں پھنسانا ہمارے بعض دیوبندی بھائیوں خصوصاً تبلیغی جماعت کے احباب کا محبوب مشغلہ بنا ہوا ہے۔

یوپی میں کئی اہلحدیث مساجد پر پولس سے تالے لگوانے سے لے کر مساجد پر قبضے کی کارروائیاں بھی مقدس جہاد کا حصہ بنی ہوئی ہیں۔

پڑوسی ملک پاکستان کی مسموم فضا میں لکھی ہوئی نفرت انگیز مغالطہ آمیز اور عداوت خیز کتابوں کو درآمد کر کے ان کو یہاں بڑے پیمانے پر چھاپا جا رہا ہے دیوبند کے بعض

مکتبات کی کل پونجی ایسی ہی کتابیں ہیں۔

ہندوستان کے جس ادارہ کو ''از ہر ہند'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا آج اس پر ایسے سفید پوشوں کا قبضہ ہے جو تنگ دلی، تنگ نظری اور تنگ ظرفی میں نہایت اونچا مقام رکھتے ہیں۔

اکابر کا نام لے کر دیو بند کے مسلک کے ساتھ جو سلوک ان حضرات کا ہے وہ '' یلعن آخر هذه الامة اولها '' کے ضمن میں ہی شمار کیا جائے گا۔ یہ حضرات اپنے اکابر کی رواداری اور علمی اختلاف نظر کو برداشت کرنے کی پالیسی سے روگردانی کرتے ہوئے اکفار وتکفیر تفسیق وتبدیع پر کاربند ہیں۔

ہمیں بخوبی یہ احساس ہے کہ سارے دیوبندی احباب ایسے نہیں ہیں اور نا ان اوچھی حرکتوں کو پسند کرتے ہیں لیکن جن لوگوں کے ہاتھ میں جماعتی خیرات وبرکات ہیں جو اداروں اور تنظیموں کے مالک ومختار، سیاہ وسفید کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ وہ اس فرقہ واریت کو ہوا دینے کا کوئی ادنیٰ سا موقعہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتے۔

لگتا ایسا ہے کہ یہ حضرات اپنی کارکردگی دکھانے کے لیے اس قسم کی حرکتوں کو مقدس جہاد بنا کر پیش کر کے اداروں اور تنظیموں کی زمام اقتدار پر اپنا قبضہ پختہ کرنے کا جواز فراہم کرتے ہیں۔

گذشتہ چند مہینوں میں دیو بند، مراد آباد، بنگلور، مالے گاؤں نیز چند دیگر مقامات پر اس گروپ کی آواز پر سینکڑوں علماء جمع ہوئے۔

خالص علماء کے ان اجتماعات میں ساری توجہ اس بات پر مرکوز رہی کہ اہلحدثیان ہند کو کس طرح زیر کیا جائے۔ اہلحدیث کے مدارس، مساجد، ان کے عوام، طلباء علما، اور ان سے رابطہ میں رہنے والوں کے لیے لائحہ عمل تیار کیا گیا، کچھ ایسی کتابیں پڑوسی ملک سے درآمد کی گئیں جو محض مغالطوں اور سوالوں پر مشتمل ہیں۔

مقصد ان کتابوں کا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ کی تبلیغ یا تعلیم نہیں بلکہ اس سے دور لے جا کر فرقہ واریت میں ڈھکیل دینا ہے، گزشتہ دنوں مرآدباد میں تقریباً چار سو علماء کا ایک کیمپ مدرسہ شاہی میں لگایا گیا جس میں غلط دعوے کرنے، مغالطہ دینے، افترا پردازی کرنے اور الزامات و بہتانات کو فروغ دے کر عوام وطلباء کو اہلحدیث سے دور رکھنے کے گر سکھائے گئے اس میدان کے پرانے استادوں نے جو جو کرتب دکھائے اور گُر سکھائے، اس پر ان حضرات نے کافی داد وتحسین وصول کی اس مناسبت سے ۲۳ رسائل ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر بانٹے گئے اور اس کا ایسا پختہ انتظام کیا گیا کہ یہ رسالے برابر چھپتے رہیں اور غلط فہمیاں پھیلاتے رہیں۔

انہی رسالوں میں ایک رسالہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے تعلق سے بھی تھا۔

رسالہ میں کیا تھا اور اس کی حقیقت کیا تھی اس کو تو آپ زیر نظر رسالہ میں دیکھ سکیں گے اور یہ اندازہ بھی لگا سکیں گے کہ یہ رسالے محض شخصی آراء کو دین کی بنیاد بنانے کے لیے لکھے گئے ہیں، نا ان میں تحقیق مقصود تھی اور نا حقیقت تک پہنچنا ہی ان کا مقصد تھا۔

ان رسالوں کو دیکھ کر بعض احباب اہلحدیث کو کافی تشویش ہوئی کہ یہ رسالے عوام میں نفرت بڑھانے اور غلط فہمیوں کو جنم دینے اور پرانی غلط فہمیوں کو پختہ کرنے کا سبب

بنیں گے، جگہ جگہ سے فون آئے بعض حضرات نے بعض کتابچے بھیجے بھی، آخر یہ سارے رسالے منگوائے گئے اور ان کی نقاب کشائی کا ارادہ کرلیا گیا۔

فی الحال یہ رسالہ آپ کی خدمت میں پیش ہے دیگر رسائل بھی تیار ہیں وسائل ہوتے ہی ان کی طباعت کا کام مکمل ہوکر بقیہ رسالے بھی عوام کے ہاتھوں میں پہنچیں گے۔ ان شاء اللہ

ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ دین کو فرقہ واریت سے بچایا جائے اور مسلم عوام کو غلط فہمیوں سے بچا کر کتاب وسنت سے وابستہ کیا جائے مغالطے، دھوکے، اور غلط فہمیوں کا پردہ چاک کیا جائے تاکہ ہر مسلم کتاب وسنت کو بنیاد بنا کر عمل کرے اسی فضا میں جئے اور اسی فضا میں مرے۔

ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے منہج کو عام کرنے اور اس راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو ہٹانے کے مقصد سے یہ جوابی سلسلہ شروع کیا ہے۔

اماماں دین مجتہدین، محدثین، اور علماء کرام کی تحقیقات سے استفادہ کرنا ان کی کوششوں کو سراہنا ان کی محنتوں کے اعتراف کے ساتھ ان کے لئے نیک جذبات دل میں رکھنا ان کے لئے دعا کرنا یہ درحقیقت وہی منہج ہے جو سلف صالحین سے ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔

اس کے برخلاف شخصی آراء میں سے شخص واحد کی رائے کے لیے تعصب، تصلب تعنت اور تشدد فرقہ پرستی اور دھڑے بندی کو جنم دیتا ہے اور یہی انتشار وافتراق کی راہ ہے۔

• دلیل کی بنیاد پر کسی امام، یا محدث کی بات کو تسلیم نہ کرنا بعض لوگوں کے یہاں جرم ہوسکتا ہے مگر خود ان امامانِ دین، مجتہدین اور محدثین نے اس کو جرم تسلیم نہیں کیا بلکہ ہمیشہ علماء حق دلیل کی بنیاد پر متقدم اور موجود علماء کی آراء وافکار اور اُن کے دیئے گئے فتوؤں سے اختلاف کرتے رہے ہر فقہ کی کتاب اس بات پر شاہد عدل ہے۔

دین کی اصلی راہ اتباع رسول کی راہ ہے، امت کے کسی بھی فرد کی بات اگر رسول کے خلاف ہے رد کردی جائے گی اور رسول کی ہر وہ بات جو ہم سے ماننے اور عمل کرنے کا مطالبہ کرتی ہے مانی جائے گی چاہے ساری دنیا اس کی مخالفت کرے۔

اسی جذبہ کے ساتھ یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ اگر ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے تو یہ اللہ کا فضل وکرم واحسان اور اگر کہیں لغزش ہوئی تو یہ ہماری کوتاہی ہے۔ ہم اپنے ان بھائیوں کے شکرگزار ہوں گے جو خیرخواہی کے جذبہ سے ہماری غلطی کی نشاندہی کریں گے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ واھل بیتہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین.

رضاء اللہ عبدالکریم المدنی
خادم جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی
پھاٹک حبش خاں، دہلی۔۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہاتھ کہاں باندھیں

سینے پر ہاتھ باندھنے کی تعلق سے مولوی شبیر احمد قاسمی نے علماء مجتہدین کے تین اقوال ذکر کیے ہیں۔

۱۔ ناف کے نیچے باندھے جائیں۔ امام ابوحنیفہ

۲۔ ناف کے اوپر سینے کے نیچے باندھیں۔ امام شافعی

۳۔ اختیار ہے ناف کے نیچے یا سینہ پر باندھیں۔ امام احمد بن حنبل

مولوی شبیر احمد قاسمی صاحب نے دعوی کیا ہے کہ حضرت وائل کی حدیث ناف کے نیچے باندھنے کے بارے میں صحیح مرفوع، متصل ہے اس لیے یہی راجح ہے ہم آگے اس کا جائزہ لیں گے۔ ۷

ایک الزام

مولوی شبیر احمد قاسمی صاحب نے اہلحدیث پر الزام تراشی کی ہے کہ اس مسئلہ کو انہوں نے حق و باطل کا مسئلہ بنالیا ہے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ صفحہ ۲

ایک اعتراف

کہتے ہیں۔ ''ہم نے پورے ذخیرہ حدیث کا اس سلسلہ میں مطالعہ کر کے دیکھا تو روایات دونوں طرف موجود ہیں۔''

ایک جھوٹا دعوی

کہتے ہیں۔ ''سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات بھی کتب حدیث میں موجود ہیں مگر وہ تمام روایات متکلم فیہ ہیں۔'' صفحہ۲

قاسمی صاحب نے دعوی کیا ہے کہ حضرت علی کے قول کے تحت تحت السرۃ ہاتھ باندھنے کے متعلق متعدد صحابہ کرام سے روایات مروی ہیں اور ان میں صحیح، مرفوع، متصل حدیث بھی ہے۔ جس کو وہ آگے پیش کریں گے۔

ہم بھی قاسمی صاحب کے ان دعاوی کی قلعی کھولنے کے لئے حاضر ہیں۔ انشاءاللہ

بلا دلیل دعوی

قاسمی صاحب کا دعوی بلا دلیل اور محض ہوائی فیر ہے، جس کو متعدد محدثین کرام ضعیف اور ناقابل قبول قرار دیتے ہوں اس کو قاسمی صاحب دھڑلے سے صحیح مرفوع، متصل قرار دیں تعجب ہے۔

ناظرین کرام!

بہت زمانہ سے ہمارے دیوبندی بھائی حدیث رسول میں اپنی طرف سے تحت السرۃ کا اضافہ کر کے اس کو صحیح مرفوع متصل بتا رہے ہیں، متعدد علماء کرام نے اس پر ان کو متنبہ کیا ہے مگر وہ اپنی روش سے باز آنے کے لئے تیار نہیں ہیں، قاسمی صاحب کو معلوم ہے کہ یہ حدیث جس کو میں پیش کر رہا ہوں وہ اگر چہ سنداً صحیح اور مرفوع ہے مگر اس میں تحت السرۃ کا اضافہ غلط ہے اور دیوبندیوں کا استدلال اسی ٹکڑے سے ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے اصل نسخے میں یہ روایت صرف۔ اتنی ہے

''وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلاۃ''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھا نماز میں۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ ناف کے نیچے رکھا۔

اس کی تفصیل کا یہاں وقت نہیں، اتنا جان لینا کافی ہے کہ یہ لفظ ہمارے دیو بندی ناشرین نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔

اس ٹکڑے کے اضافہ کی بہت سے دلیلیں ہیں جو یہ بات ثابت کرتی ہیں کہ یہ تحت السرۃ کا اضافہ دیو بندی ناشرین نے کیا ہے۔

(۱) مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ کے اس نسخہ میں جو ۱۹۷۹ء میں ممبئی سے چھپا اس میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ قاسمی صاحب نے نسخہ جدیدہ کا حوالہ دیکر یہ ثابت کیا ہے کہ ان کو بعض دیو بندی ناشرین کی اس شرارت کا علم ہے

(۲) ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہی حدیث مسند احمد بن حنبل اور سنن دار قطنی میں اسی سند کے ساتھ موجود ہے مگر ان دونوں کتابوں میں تحت السرۃ کا لفظ نہیں ہے۔

(۳) تیسری بڑی دلیل اس اضافہ پر یہ بھی ہے کہ خود حضرت وائل ابن حجر سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایت موجود ہے اور صحیح ہے اور قاسمی صاحب کا اس کو متکلم فیہ کہنا غلط اور باطل ہے جب کہ حضرت وائل ابن حجر خود سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت نقل کرتے ہیں تو بھلا وہ ناف کے نیچے کی روایت کیسے کرسکتے ہیں۔

تفصیل کے لئے دیکھئے۔

(۱) فتح الغفور للعلامہ سندھی

(۲) بارہ مسائل بیس لاکھ انعام کا حقیقت پسندانہ جائزہ

(۳) چھپن اعتراضات کے جوابات کا تحقیقی جائزہ۔

(۴) تحفة الاحوذی ۔ للعلامه مبارکپوری

(۵) ابکار المنن فی تنقید آثار السنن للمباکپوریؒ ۔

دیوبندی الزام

قاسمی صاحب نے سراسر بیجا الزام تراشی کی ہے کہ اہلحدیث نے اس مسئلہ کو حق و باطل کا مسئلہ بنالیا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ احناف کے دونوں گروپ اس مسئلہ میں تشدد کرتے ہیں اور اہلحدیث کو نا صرف لعن طعن کرتے ہیں بلکہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کو اللہ سے کشتی کرنا اور کبھی پہلوانی کرنا بتاتے ہیں اور کبھی بے ادبی قرار دیتے ہیں، خود میرے ساتھ بچپن میں ایسا کئی بار ہوا ہے کہ میں اپنی رشتہ داری میں گیا نماز میں میرے ہاتھ کئی بار اوپر سے نیچے کر دیئے گئے بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ اگر ایسا کرو گے تو مسجد سے نکال دیں گے۔

محترم جناب الحاج محمد عمر صاحب رحمہ اللہ رچھا بریلی کے بڑے دبنگ قسم کے اہلحدیث تھے دس بارہ سال ہوئے ان کا انتقال ہوا انہوں نے خود مجھے اپنا واقعہ سنایا، رچھا میں اس واقعہ کے سننے والے متعدد افراد آج بھی باحیات ہیں۔

حاجی صاحب نے ذکر کیا کہ ایک بار میں صبح صبح گاڑی سے اترا نماز کا وقت ہو رہا تھا بریلی ریلوے اسٹیشن کے پاس ایک مسجد ہے اس میں نماز کے لئے چلا گیا۔ مسجد میں صرف دو آدمی تھے ایک مؤذن اور ایک دوسرا شخص ۔ وضو کر کے جیسے ہی میں نے نماز شروع کی ایک آدمی بیٹھا تاڑ رہا تھا میں نے جیسے ہی سینے پر ہاتھ باندھے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے میرے ہاتھ کو سینے سے ناف پر کر دیا اور اپنی جگہ جا بیٹھا، میں نے پھر اوپر کر لیے وہ پھر آیا اور اس نے پھر یہی حرکت کی، میں نے پھر ہاتھ اوپر کر لیے وہ

پھر آیا اس نے پھر یہی حرکت کی، مجھے بہت غصہ آیا میں نے نیت توڑ دی اور جیب سے ریوالور، نکال کر چیخ کر اس سے کہا: ابے یہ کیا کر رہا ہے میں اپنی نماز پڑھ رہا ہوں تو بار بار میرے ہاتھ نیچے کیوں کر دیتا ہے؟ اب اگر تو نے ایسا کیا تو گولی مار دونگا وہ سہم تو گیا مگر بولا یہ ہماری مسجد ہے اس میں غیر مذہب والوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ میں نے کہا: تو تو نے یہاں سائن بورڈ کیوں نہیں لگایا ہے تاکہ کوئی نا آئے، تیرے باپ کی مسجد ہے تو ہی پڑھا کر دیکھ میں نیت باندھ رہا ہوں اگر تو نے اب کی ایسی حرکت کی تو سمجھ لے میں کیا کروں گا۔

اسکے بعد وہ تو نماز پڑھ کے چلے آئے دوبارہ اس نے چھیڑ چھاڑ نہیں کی لیکن مسجد پر ایک سائن بورڈ لگ گیا اور آج تک لگا ہوا ہے کہ اس مسجد میں غیر مذہب والوں کو نماز کی اجازت نہیں ہے۔

یہ اور اس طرح کے بہت سے واقعات ہمارے علم میں ہیں جن کی یہاں ضرورت نہیں، بتانے کا مقصد یہ ہے کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں اس کو حق و باطل کا مسئلہ اہلحدیث نے نہیں بلکہ احناف نے بنا رکھا ہے وہ بھی محض تعصب، فرقہ بندی، جہالت اور اکثریت کے زعم میں قاسمی صاحب کا الزام تراشی کرنا بالکل اس مثل کے مشابہ ہے "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"

ایک اعتراف

قاسمی صاحب نے اس بات کا اعتراف تو کیا کہ ذخیرہ احادیث کا مطالعہ کرنے سے ان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ احادیث دونوں طرف ہیں لیکن افسوس وہ اپنے اس اعتراف پر قائم نہیں رہے اور مسلکی تعصب میں سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کرنے پر تل گئے۔

ایک جھوٹا دعویٰ

قاسمی صاحب نے یہ دعویٰ محض جھوٹا ہی کیا ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تمام احادیث متکلم فیہ ہیں۔ جب کہ حقیقت اسکے برعکس ہے۔ اوران شاء اللہ آئندہ کی بحث سے آپ اس کو پوری طرح سمجھ لیں گے۔

اب آیئے قاسمی صاحب کی پیش کردہ احادیث کا جائزہ لیں۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات

پہلی روایت:۔

حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبیه قال: رأیت النبي صلی الله علیه وسلم وضع یمینه علی شماله في الصلاة تحت السرة. (رجاله کلهم ثقات أثبات) (مصنف ابن أبي شیبة ۱/ ۳۹۰، نسخه جلد ۳/ ۳۲۰، رقم: ۳۹۵۹)	حضرت وائل ابن حجرؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو دیکھا ہے کہ آپ نے نماز کے اندر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھا۔

''وائل بن حجر'' کی اس روایت میں دیوبندی ناشرین نے تحت السرۃ کا اضافہ کر دیا ہے اور اسی سے استدلال کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ سراسر فراڈ اور دھوکہ ہے رسول اکرم کی طرف کوئی بات غلط طور پر نسبت کر دینا کتنا بڑا گناہ ہے وہ قاسمی صاحب یقیناً جانتے ہونگے۔

''من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ فی النار''

یہ روایت بھی ان کو معلوم ہوگی کہ یہ تواتر کے درجہ کو پہونچی ہوئی ہے روایت کہہ

رہی ہے جو شخص اللہ کے رسول کے ذمہ ایسی بات لگائے جو آپ نے نہیں فرمائی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے.....قاسمی صاحب اللہ سے ڈریئے۔

اس حدیث کے بارے میں ہم ازیں قبل کلام کر چکے ہیں وہاں دیکھ لیں۔

قاسمی صاحب آپ کا اس حدیث کے بارے میں یہ ڈھنڈورا پیٹنا کہ یہ حدیث صحیح مرفوع متصل ہے اس کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں ان پر کوئی کلام نہیں بلاوجہ کا پریشر بنانے کی کوشش ہے، آپ محض ڈھول میں لٹھ مار رہے ہیں اس روایت میں تحت السرة کی زیادتی جس سے آپ کا استدلال ہے آپ حضرات کی ایجاد کردہ ہے حضرت وائل بن حجر نے ایسا نہیں کہا....اسی لئے متقدم علماء احناف نے اس روایت کو اپنے استدلال میں پیش نہیں کیا کیونکہ اس وقت تک تحت السرة کی زیادتی اس روایت میں نہیں ہوئی تھی۔

لہٰذا اس کو اپنی دلیل کہنا آپ کی بڑی خطرناک قسم کی معصومیت ہے۔

(۲) دیوبندیوں کی دوسری دلیل

(۲) حضرت علی بن ابی طالبؓ

حدثنا أبو معاوية عن عبدالرحمن بن اسحاق عن زياد بن زيد السّوائي عن أبي جحيفة عن عليؓ قال: من سنة الصلاة أن توضع الأيدي على الأيدي تحت السّرة. (مسند احمد ۱/ ۱۲۰، رقم: ۸۷۵، سنن دارقطنی ۱/ ۲۸۹، رقم: ۱۰۸۹، مصنف ابن ابی شیبة قلمی ۱/ ۳۹۰، مطبوعہ ۳/ ۳۲۴، برقم: ۳۹۶۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے تھے کہ نماز کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ ہاتھوں کو ہاتھوں پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

"من السنة ان توضع الایدی علی الایدی تحت السرة "مسند احمد دار قطنی وغیرہ ہاتھوں کو ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

جواب: قاسمی صاحب آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ روایت اس لائق ہی نہیں کہ اس کو پیش کیا جائے پھر بھی آپ نے تائید کے نام پر اس کو پیش فرمادیا اس اثر کی سند میں.......عبدالرحمٰن بن اسحٰق الواسطی القرشی۔

نہایت ضعیف روای ہے...امام بخاری امام یحی بن معین امام احمد بن حنبل تمام ہی نے اس کی تجریح کی ہے اس کو مجروح قرار دیا ہے، امام بیہقی فرماتے ہیں :عبدالرحمٰن متروک ہے۔

مشہور محدث علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں۔

هذا لایصح قال احمد : عبدالرحمن بن اسحق لیس بشیء وقال یحی : متروک .

یعنی یہ حدیث صحیح نہیں امام احمد فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن کی کچھ حیثیت ہی نہیں اور امام یحی بن معین فرماتے ہیں: وہ متروک ہے۔

دیکھئے التحقیق فی مسائل الخلاف علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ۔

ایسے بودے آثار کیا آپ کے مسئلہ کی تائید کر سکتے ہیں؟

دیوبندیوں کی تیسری دلیل:

(۳) عن النعمان بن سعد، عن علي انه كان يقول: ان من سنة الصلاة وضع اليمين على الشمال تحت السرة. (سنن دارقطنی ۱/ ۲۸۹،رقم ۱۰۹۰)	حضرت نعمان بن سعد، حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ بیشک نماز کی سنتوں میں سے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

ناظرین کرام:۔

یہ حدیث جو قاسمی صاحب نے دار قطنی سے نقل فرمائی ہے۔ گزشتہ حدیث کی طرح نا قابل استدلال اور سخت ضعیف ہے اور اسکی سند میں بھی وہی عبدالرحمٰن بن اسحٰق الواسطی القرشی ہے جو متروک اور نا قابل اعتبار راوی ہے محدثین کرام کی رائے دلیل نمبر۲ کے جواب میں دیکھ لیں۔

قاسمی صاحب کی ادائے خاص

ناظرین :۔

آپ نے دیکھا قاسمی صاحب احادیث کو سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں لیکن اس حدیث کو دار قطنی کے حوالے سے لکھا صفحہ، جلد اور حدیث نمبر بھی لکھا جو اتفاق سے صحیح نہیں ہیں۔

لیکن اس حدیث کی پوری سند نہیں لکھی، آخر کیوں؟ اب یا تو جان بوجھ کر ایسا کیا کیونکہ اس کی سند میں وہی مشہور زمانہ بدنام راوی ہے عبدالرحمٰن بن اسحٰق الواسطی جو مجروح اور متروک ہے اور اس کے ظاہر ہوتے ہی یہ دلیل دلیل ہی نہیں رہتی اس لئے سند نہیں لکھی تا کہ پردہ پڑا رہے۔

یا انہوں نے اصل کتاب دیکھی نہیں تھی کہیں دوسری جگہ سے نقل ماردی اور اس میں اس کی سند اتنی ہی لکھی ہوئی تھی۔

بہر حال یہ دلیل نا کارہ ہے اور استدلال کے لائق نہیں۔

چوتھی دلیل:

(۴) حضرت ابوہریرہؓ:

حدثنا مسدد، حدثنا عبد الواحد ابن زياد عن عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي عن يسار أبي الحكم عن أبي وائل قال: قال أبو هريرة رضي الله تعالى عنه: أخذ الأكف على الأكف في الصلاة تحت السرة.
(إعلاء السنن بيروت ٢/ ١٨٢، سنن كبرى للبيهقي ٢/ ٣١٩، برقم: ٢٣٩٠، تحفة الأحوذي ٢/ ٧٨، المحلى بالآثار ٣/ ٣٠)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو ہاتھوں سے نماز کر نماز میں ناف کے نیچے رکھا جائے۔

جواب: اس کے لئے آپ حوالے کتنے ہی دیں لیکن یہ اثر بھی سخت ضعیف ہے اور اس کا روایت کرنے والا بھی وہی عبدالرحمٰن بن اسحٰق الکوفی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس کے ہوتے یہ اثر قابل استدلال نہیں ہوسکتا۔

پانچویں دلیل:

(۵) عن أبي هريرة قال: وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرة. (المحلى بالآثار ٣/ ٣٠ تحت المسئلة ٤٤٨)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

جواب: قاسمی صاحب: ذرا اس روایت کی سند تو لکھ دیں جب اس کی کوئی سند ہی نہیں اور محلی بالآثار والے نے بھی لکھی نہیں تو اس سے استدلال کیسا؟۔

چھٹی دلیل:

(۶) حضرت انس بن مالکؓ:

عن انس رضي الله تعالى عنه قال: ثلاث من اخلاق النبوة: تعجيل الإفطار، وتأخير السحور، ووضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلاة تحت السرة. (المحلى بالآثار ۲/ ۳۰، معارف السنن ۲/ ٤٤٤، تحفة الأحوذي ۲/ ۷۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبوت کی صفات میں سے تین صفتیں ہیں: (۱) افطار میں جلدی کرنا (۲) سحری میں تاخیر کرنا (۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

تعجب ہے قاسمی صاحب نے اس کی سند نقل نہیں فرمائی۔

نقل بھی کہاں سے کرتے سارے حنفی مولوی یوں ہی بلا سند روایت پیش کرتے رہتے ہیں، ہماری گزارش ہے کہ محترم اس کی سند پہلے نقل کریں پھر پیش کریں بلا سند روایت محض دھوکہ ہے۔

تعجب تو یہ ہے کہ قاسمی صاحب نے حوالہ تحفۃ الاحوذی کا دیا ہے اور اسی میں صاحب تحفہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اور محلی بالآثار والے نے سند ہی نقل نہیں فرمائی پھر اس سے استدلال باطل ہی ہوا۔

ساتویں دلیل:

(۷) حضرت ابراہیم نخعی کا اثر:

حدثنا وكيع عن ربيع عن ابراهيم قال: يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة (مصنف ابن ابي شيبة ۱/ ۳۹۰، مصنف ابن ابي شيبة ۱/ ۳۹۱، مسند ۲/ ۳۲۲ برقم ۳۹٦۰)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز کے اندر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

جواب :۔

ناظرین کرام!

یہی وہ روایت ہے کہ جو اصل میں احناف کی دلیل ہے ابراہیم نخعی جن پر فقہ حنفی کا زور ہے یہ محض ایک تابعی کا قول ہے اور وہ بھی سنداً صحیح نہیں کیونکہ اس میں ایک راوی ربیع بن صبیح محدثین کے نزدیک سی الحفظ ہے۔

حضرت وائل کی روایت میں یہ الفاظ کہ اللہ کے رسول نے ہاتھ ناف کے نیچے رکھے در حقیقت اس روایت سے نظر چونکنے کے سبب کسی کاتب سے سرزد ہوئے اس کو علامہ محمد حیات سندھی فتح الغفور میں تفصیل سے لکھتے ہیں۔ چونکہ ابراہیم نخعی کا یہ اثر وائل کی حدیث کے معابعد ہے ہوسکتا ہے کاتب کی نظر بھٹک گئی ہو۔

مشہور حنفی عالم مولانا انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں سندھی صاحب کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے مصنف کے تین نسخوں کا دیکھنا اور ان میں اس زیادتی کا نا ہونا ذکر کیا ہے۔

مشہور حنفی عالم ظہیر احسن نیموی بھی اس زیادتی کو ثقات کی روایت کے خلاف بتلاتے ہیں۔

وائل کی روایت مسلم، نسائی، مسند احمد میں ابن ابی شیبہ ہی کی سند سے موجود ہے مگر وہاں تحت السرة کا تذکرہ نہیں۔

ساتویں دلیل کے طور پر جو کچھ قاسمی صاحب نے نقل کیا ہے محض دل کا بہلانا ہے حدیث رسول کے مقابلہ میں تابعی کا قول کیونکر حجت ہوسکتا ہے۔

بات صاف ہوگئی کہ احناف کے پاس ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ایک بھی دلیل صحیح موجود نہیں ہے۔

اہلحدیث کے دلائل پر بحث

قاسمی صاحب نے اہلحدیث کے دلائل میں حضرت وائل کی جس حدیث کو ذکر کیا ہے ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ حدیث اہلحدیث کی بنیاد نہیں ہے پھر بھی یہ حدیث ایسی نہیں جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا۔

یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے جس کے سبب اس کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے اور اگر پھر بھی اس سے وہ مطمئن نہ ہوں تو اہلحدیث کے مسئلہ پر فرق نہیں پڑتا۔

ہم ان شاء اللہ اہلحدیث کے دلائل میں آگے ذکر کریں گے۔

ہلب طائی کی روایت اور قاسمی صاحب:

اس روایت کے الفاظ قاسمی صاحب نے نقل کیے ہیں۔

حدثنی سماک بن حرب عن قبیصة بن ھلب عن ابیه قال: رأیت النبی صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه وعن یساره ، ورأیته قال یضع ھذه علی صدره ووصف یحی "الیمنیٰ علی الیسریٰ فوق المفصل .

گزارش:

عنوان میں ھلب ھائی لکھا ہے جو شاید کاتب کی غلطی ہے لیکن ترجمہ میں "ینصرف عن یمینه وعن یساره" کا ترجمہ یہ کرنا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دائیں طرف اور بائیں طرف متوجہ ہو جاتے تھے" ترجمہ نہیں تحریف ہے بلکہ حدیث اور راوی کی مراد نا سمجھنے کے سبب ایسا ترجمہ کر دیا ہے......

قاسمی صاحب جیسا شخص جس کو اپنی حدیث دانی کا بڑا غرہ ہے ایسا ترجمہ کرے تو آخر اس کو کیا عنوان دیا جائے۔

کیا قاسمی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اللہ کے رسول نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہوجاتے تھے۔

پھر آپ نے یہ جو ترجمہ کیا۔

اور میں نے آپ کو اشارہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ اس کو اپنے سینے پر رکھے ہوئے ہیں آخر یہ کس عبارت کا ترجمہ ہے۔ قاسمی صاحب ذرا توجہ فرمالیں مدرسہ شاہی کے طلبہ کیا کہیں گے۔

لکھتے ہیں :

> اور ہلب کی روایت میں "یضع ھذہ علی صدرہ" کا لفظ متعین نہیں ہے، اس پر محدثین نے زبردست کلام کیا ہے، عون المعبود اور تعلیق الحسن وغیرہ میں اس لفظ پر کلام کیا ہے کہ علی صدرہ کا لفظ اس قبیل تصحیف ہے، یہ کاتب کی طرف سے تصحیف ہے اور لفظ وصف یحیٰی الیمنی کے الفاظ سے واضح ہے کہ یحیٰی نے اپنی طرف سے یمنی کا لفظ بڑھایا ہے، الیمنیٰ حدیث کا لفظ نہیں ہے، اور حدیث کے الفاظ "یضع ھذہ علی ھذہ" ہیں بلبد اصحابی کے الفاظ میں "علی ھذہ" ہے "علی صدرہ" نہیں ہے، نیز حضرت ہلب کی روایت دوسری اسناد سے جو مروی ہے ان میں کہیں بھی "علی صدرہ" کا لفظ نہیں ہے ماعلاء السنن میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (اعلاء السنن کراچی ۲/۱۶۹، بیروت ۲/۱۸۰ تا ۱۸۴)

یہ شذرہ قاسمی صاحب نے کس ذہن میں لکھا ہے پتہ نہیں، لگتا ہے شاید کہیں سے نقل ماری تھی مگر صحیح طریقہ پر اس کو ہضم نہیں کر پائے اس لئے سارا معاملہ خبط ہوگیا۔

التعلیق الحسن میں نیموی صاحب نے جو کچھ فرمایا تھا اس کے تار پود تو عرصہ ہوا علامہ مبارکپوری صاحب نے تحفۃ الاحوذی اور ابکار المنن میں بکھیر دیئے ہیں آپ ابھی

تک اسی کو دل سے لگائے بیٹھے ہیں۔ رہی سہی کسر علامہ البانی نے صفة الصلاۃ میں پوری کردی ہے اگر تحقیق کا شوق ہے تو غور سے ان کتب کا مطالعہ فرمالیں۔

اور آپ کا یہ لکھنا :

''اور لفظ وصف یحیٰ الیمنیٰ'' کے الفاظ سے واضح ہے کہ یحیٰ نے اپنی طرف سے یمنیٰ کا لفظ بڑھایا ہے۔

چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ آپ حدیث اور علماء احادیث کی عبارات کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور جہالت سے علماء حدیث پر بے بنیاد الزامات لگانے میں آپ کو کوئی شرم نہیں آتی۔

اگر بعض سندوں میں ''یضع هذه علی صدره'' کے بجائے ''یضع هذه علی هذه'' کے الفاظ ہیں اس سے یہ ثابت کرنا کہ '' یضع هذه علی صدره'' کے الفاظ غلط ہیں آپ کی مصطلحات محدثین پر واقفیت نا ہونے کی شکایت کر رہے ہیں شاید آپ نے ''زیادۃ الثقة مقبولة'' کہیں نہیں پڑھا، یا پڑھا تو ہے مگر دیو بندیت کی حمایت میں اس کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔

اعلاء السنن والے نے بھی وہ بات نہیں لکھی جو آپ نے تراشی ہے وہ تو بچارہ یہ لکھتا ہے۔

ویقع فی قلبی ان هذه تصحیف من الکاتب و الصحیح یضع هذه علی هذه فیناسبه قوله "وصف یحی الیمنیٰ علی الیسریٰ فوق المفصل، ویوافقه سائر الروایات "اعلاء السنن - (۱۶۹/۲)

یعنی مجھے لگتا کہ'' یضع علی صدره'' کا لفظ کاتب کے تصرف کا نتیجہ ہے''

صحیح یوں تھا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھتے تھے...... اگر ایسا مانیں تو اس کی تشریح جو آئی ہے حضرت یحی راوی کی طرف سے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر گٹے کے اوپر باندھا تو اس کے موافق بھی ہو جائے گا اور ساری روایتوں میں تطبیق بھی ہو جائے گی۔

کہاں یہ بات اور کہاں وہ بات جو قاسمی صاحب اس بچارے کے سر لگا رہے ہیں۔

لیکن اعلاء السنن والے کے دل میں جو بات آئی ہے اتفاق سے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ علی صدرہ کو تصحیف قرار دینا محض ان کا وہم ہے۔ یہ جن روایات میں نہیں ہے اس سے یہ استدلال کہ یہ غلط ہے سوءِ فہم کا نتیجہ ہے ثقہ کی زیادتی کو تصحیف قرار دینا دیوبندیت کی ادائے دلربانہ ہے، ورنہ محدثین کرام تو اس کو ترچھی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ اس کو مقبول مانتے ہیں۔

قاسمی صاحب آیئے ذرا اُس روایت ہی کو لیتے ہیں جس کو آپ صحیح بتانے پر مصر ہیں اور دوسری کو ماننے کو تیار نہیں۔

یضع هذه علی هذه۔ دائیں ہاتھ کو بائیں کے گٹے پر رکھیں اور ذرا اسکو ناف کے نیچے لاکر بتائیں، کوشش کریں کیا ناف کے نیچے آتا ہے ہرگز نہیں آتا جس کو آپ صحیح مانتے ہیں اسکو ماننے پر بھی آپ کا مقصد اس سے حاصل نہیں ہوتا۔

قاسمی صاحب :۔ قبیصہ بن ھلب کی روایت کو آپ نے متکلم فیہ قرار دیا ہے جو سراسر غلط ہے، علی صدرہ کی زیادتی ثقہ کی زیادتی ہے جو مقبول ہے اور سماک بن حرب پر جو کلام آپ نقل کرتے ہیں کیا آپ بھول گئے کہ آپ کے نیموی صاحب نے اس روایت کو حسن کہا ہے، کیا متکلم فیہ کی روایت حسن ہوتی ہے؟ نیموی صاحب کا اس

کو حسن کہنا اس بات کو صاف واضح کرتا ہے کہ سماک پر جو کلام کیا گیا ہے وہ مسلم نہیں ہے۔

امام ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں اور فتح الباری میں ابن حجر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، علامہ مبارکپوری فرماتے ہیں:

رواۃ هذا الحديث كلهم ثقات واسناده متصل۔

علامہ البانی نے بھی اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس پر آپ کا کلام کرنا محض غلط ہے۔

حضرت وائل بن حجر کی روایت:

اس روایت پر جو کلام قاسمی صاحب نے فرمایا ہے وہ ان کی بے انصافی پر دال ہے اس روایت کو صرف محمد بن حجر کی وجہ سے ضعیف قرار دینا کسی طرح مناسب نہیں اسی طرح دوسری سند کو مومل کی وجہ سے ناقابل استدلال قرار دینا بھی درست نہیں کیونکہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اور کثرت طرق سے یہ حدیث صحیح ہے، علامہ البانی نے اس کے طرق کو صفۃ الصلاۃ میں نقل کر دیا ہے وہاں دیکھیں۔

نیز جو لوگ علامہ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کی شرط کو جانتے ہیں جو انہوں نے فتح الباری میں اختیار کی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ فتح الباری میں انہوں نے حضرت سہل بن سعد کی حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حدیث میں تعیین محل کا تذکرہ نہیں ہے اور پھر فرمایا کہ تعیین محل میں تین احادیث مروی ہیں۔

حدیث وائل رضی اللہ عنہ

حدیث حلب طائی رضی اللہ عنہ

حدیث علی رضی اللہ عنہ

اور فرمایا حضرت علی کی حدیث ضعیف ہے اور حضرت، وائل اور ھلب کی حدیث پر سکوت فرمایا اگر ان کے نزدیک وہ بھی ضعیف ہوتیں تو یوں فرماتے کہ تینوں ضعیف ہیں۔

دو سے سکوت اور ایک کی تضعیف بتاتی ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہے۔

اسی طرح علامہ شوکانی نے بھی اس کی تصحیح کو ہی راجح قرار دیا ہے۔

حضرت طاؤس کی مرسل روایت اور قاسمی صاحب

اہل علم کے لئے قاسمی صاحب کا یہ ریمارک کہ:

''طاؤس بن کیسان کا اثر جو حدیث مرفوع نہیں ہے اور طاؤس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کون کون سے راوی ہیں ان کا کوئی نام ونشان نہیں ہے''

یقیناً قابل تعجب اور دیوبندی مقلدوں کی ناانصافی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

طاؤس بن کیسان مشہور تابعی ہیں اور ان حضرات میں ان کا شمار ہوتا ہے جو کبار تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں اور کبار تابعین کی مراسیل عندالاحناف تو ہمیشہ سے حجت رہی ہیں، پھر یہاں اسکو قبول نا کرنا اور یہ شوشہ چھوڑنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کون کون راوی ہیں آخر کیوں؟ کیا قاسمی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مرسل روایت کو احناف نے حجت مان کر غلطی کی ہے اصولیوں سے لیکر فقہاء احناف تک سب اس بارے میں متفق ہیں اب اس زمانہ میں قاسمی صاحب ان حضرات کی غلطی کو درست کرنے بیٹھے ہیں۔ محترم یہ سوال تو ہر زمانہ میں موجود تھا جب احناف

نے مراسیل کو حجت مانا تھا تو احناف نے آج تک کیا اس سوال کا جواب دیا۔ اگر جواب دیا تو کیا دیا؟ کہیں ایسا تو نہیں قاسمی صاحب کچھ دن سے احادیث کا مطالعہ کرنے لگے ہیں جس کے سبب ان پر شافعیوں کا اثر ہونے لگا ہے کیونکہ وہ حضرات مراسیل کو حجت نہیں مانتے۔ اور ایسا اکثر ہوتا ہے کہ کتب احادیث کا جو بھی مطالعہ کرنے لگتا ہے تو بہت نہیں تو کچھ نہ کچھ احناف کی ڈگر سے انحراف کرنے لگتا ہے۔

لیکن لگتا نہیں ہے کہ ان پر کوئی اثر ہوا ہو کیونکہ وہ ہمیشہ تقلیدی عینک لگا کر مطالعہ کرتے ہیں اور یہ رسالہ اس کا بین ثبوت ہے۔

حضرت وائل کی وہ حدیث جس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے اور جس کے متعدد شواہد موجود ہیں جس کی بنیاد پر علماء حدیث نے اس کو صحیح اور علی الاقل حسن قرار دیا ہے اس کو تو وہ ماننے کو تیار نہیں۔

اور حضرت وائل بن حجر کی وہ حدیث جس میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ذکر ہرگز نہیں ہے کسی متعصب نے اس میں اپنی طرف سے "تحت السرة" کے الفاظ بڑھا دیئے اس کو زبردستی صحیح مرفوع متصل منوانے پر مصر ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ کے اصلی نسخہ میں اس حدیث میں تحت السرۃ کا لفظ نہیں ہے۔ اس بارے میں علماء حدیث اور علماء احناف تمام کی تصریحات کو چھوڑ کر وہ اس کو صحیح بتا رہے ہیں اور اس سارے رسالے کی بنیاد ہی اس اضافہ شدہ حصہ پر انہوں نے رکھی ہوئی ہے ورنہ جو آثار انہوں نے ذکر کئے ہیں ان کے بارے میں خود ان کو اعتراف ہے کہ وہ ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں۔

بہرحال بات چل رہی تھی حضرت طاؤس بن کیسان کی مرسل روایت کی تو قاسمی

صاحب کا اس کو مرسل کہہ کر رد کرنے کی کوشش کرنا فضول ہے کیونکہ پہلے اپنے اصول کو چھوڑیں پھر اس پر کلام کریں علامہ سرخسی کتاب الاصول میں فرماتے ہیں۔ فاما مراسیل القرن الثانی والثالث حجة فی قول علماء نا۔

یہی بات ہاشم ٹھٹوی، علامہ ابن الھمام اور صاحب نورالانوار نے لکھی ہے کہ تابعین کی مراسیل احناف کے نزدیک حجت ہیں۔

جب عام مراسیل حجت ہیں تو حضرت طاؤس کی مرسل حجت کیوں نہ ہوگی جب کہ علماء حدیث نے بھی اس کو شواہد کی بنا پر حجت مانا ہے۔ چنانچہ عصر حاضر کے عظیم محدث علامہ ناصر الدین البانی جو خود خاندانی طور پر حنفی تھے فرماتے ہیں۔

وھذا اسناد مرسل جید، رجاله کلھم موثقون، وینبغی ان یکون حجة عندا لجمیع لانه وان کان مرسلا: فانه قد جاء موصولا من اوجه اخری.

یعنی یہ سند مرسل جید ہے اس کے بیان کرنے والے سارے کے سارے قابل اعتبار اشخاص ہیں، اس لئے تمام حضرات کے نزدیک یہ حجت ہوگی کیونکہ وہ اگرچہ مرسلا مروی ہے لیکن یہ دیگر اسانید سے موصولا بھی مروی ہے۔

اس کے شواہد میں حضرت علی کی وہ روایت ہے جس کو بیہقی نے فصل لربک وانحر کی تفسیر میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا تذکرہ فرمایا۔

دوسرا شاہد ابن عباس کی وہ روایت ہے جس کو بیہقی نے روایت کیا اور اس کا مضمون حضرت علی کی روایت کے مثل ہے۔

حضرت علی کی روایت کی شاہد وہ روایت بھی ہے جس کو ابوداؤد ابوطالوت عبدالسلام عن ابن جریر الضبی عن ابیه سے روایت کرتے ہیں جس میں فوق السرة کی تصریح ہے امام بیہقی نے اس کو حسن کہا ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں

دو اور صحیح ترین احادیث ہیں جن سے استدلال کرنا صحیح اور درست ہے ایک حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے۔ کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعه الیسریٰ فی الصلاة'' یعنی زمانہ رسول میں لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نمازی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے بازو پر رکھے۔

حضرت وائل بن حجر کی وہ روایات جن میں یہ الفاظ ہیں۔ وضع یده الیمنی علی ظهر کفه الیسریٰ والرسغ والساعد ''یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی گٹے اور بازو پر رکھا۔

یہ دونوں احادیث صحیح صریح اور مرفوع ہیں اور ان میں جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ وہی طریقہ ہے جو مطلوب ہے یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا۔

ممکن ہے کوئی صاحب یہ کہنے لگیں کہ ان احادیث میں تو کہیں دور تک بھی سینے کا لفظ نہیں ہے، تو اطلاعا عرض ہے کہ جو طریقہ ان احادیث میں بتلایا گیا ہے اس کو اپنائیے اور پھر دیکھئے آپ کے ہاتھ کہاں رہتے ہیں ناف کے نیچے یا سینہ کے اوپر؟ آپ کو یہ جان کر یقیناً تعجب ہوگا کہ ہاتھ ناف تک تو جا نہیں پا رہے ہیں نیچے کیسے پہنچیں، یہیں سے یہ بات صاف ہو جائے گی کہ اہلحدیث کا طریقہ صحیح صریح مرفوع متصل احادیث سے ثابت ہے اور وہی درست ہے۔

باقی رہی بات ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی تو وہ بے اصل ہے اور ضعیف، قاسمی صاحب کا یہ سمجھنا کہ اہلحدیث کی دلیل صرف وہ احادیث ہیں جو انہوں نے نقل فرمائیں ابن خزیمہ کی وائل والی روایت ھلب طائی اور طاؤس بن کیسان کی روایت تو ان کی غلط فہمی ہے۔ اصل استدلال ان احادیث سے ہے جو صحیح صریح مرفوع اور متصل ہیں لیکن لفظا ان میں سینہ کا لفظ نہیں اس لیے حضرت وائل، ھلب طائی اور طاؤس کی روایات تعیین محل میں لفظا دلالت کے لئے پیش کی جاتی ہیں ورنہ معنا یہ روایات جو صحیح صریح اور مرفوع ہیں اپنے مدعا میں صاف اور صریح ہیں۔

قاسمی صاحب سے ایک سوال

قاسمی صاحب: آپ نے لکھا ہے کہ اس بارے میں آپ نے پورے ذخیرہ حدیث کا مطالعہ کر کے دیکھا ہے۔

تو ذرا وہ صحیح صریح مرفوع متصل حدیث بھی بیان کر دیں جس میں یہ حکم ہے کہ عورتیں سینہ پر ہاتھ باندھیں اور مرد ناف کے نیچے، اگر ایسی کوئی صحیح روایت ہے تو واضح کریں اور اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو سینہ پر ہاتھ باندھنے کے لئے عورت کو جو حکم ہے وہ کس حدیث کے تحت ہے؟

ہمیں انتظار رہے گا۔

خلاصة البحث

ناظرین کرام!

آپ نے مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب کے رسالہ کا جائزہ مختصر طور پر ملاحظہ فرمایا ،آپ نے دیکھا کہ قاسمی صاحب نے دعویٰ تو کیا تھا کہ اس مسئلہ میں انہوں نے ذخیرہ احادیث کو دیکھا ہے اور دونوں طرف احادیث ہیں۔ پھر انہوں نے اہلحدیث کی طرف سے تین روایات پیش کیں اور ان پر اوچھے تبصرے کر کے ان کو نا قابل اعتبار گردانا اور دیوبندی مسلک کی طرف سے بقول ان کے نو روایات پیش کیں جن میں سے آٹھ کے بارے میں تو خود ان کو اعتراف تھا کہ ان میں کوئی صحیح مرفوع متصل نہیں ۔ہاں ایک روایت کے بارے میں بڑے زور شور سے دعویٰ کیا کہ یہ روایت صحیح مرفوع متصل ہے۔

ہم نے ان آٹھ روایات کی حقیقت بھی آپ کو بتا دی اور محدثین کے نزدیک ان کی کیا حقیقت ہے یہ بھی دکھلا دی، رہی صحیح مرفوع متصل روایت تو افسوس یہ ہے کہ یہ روایت تو صحیح مرفوع متصل ہے مگر اس میں "تحت السرة" ناف کے نیچے باندھنے کی بات ہمارے ان دیوبندی بھائیوں کی خانہ ساز ہے اور اس کا اعتراف بہت سے انصاف پسند علماء احناف کو بھی ہے، ہم نے اس کی طرف مختصر اشارے کر دیئے ہیں تا کہ یہ کتابچہ طویل نا ہو جائے اس دیوبندی اضافہ کی حقیقت جاننے کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ کریں۔

"تحفة الاحوذی"

"فتح الغفور فی وضع الایدی علی الصدور"

اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مردوں کے لئے ناف کے نیچے اور عورتوں کے لئے سینہ پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں دیوبندیوں کے پاس ایک بھی حدیث ایسی نہیں جو صحیح مرفوع متصل کہلانے کی مستحق ہو۔

جب کہ اہلحدیث کے پاس صاف صریح صحیح مرفوع متصل احادیث بکثرت موجود ہیں، اہلحدیث نے اس بارے میں متعدد رسالے لکھ رکھے ہیں، اہلحدیث کے یہاں من مانے طریقے سے عورتوں اور مردوں کے درمیان اس بارے میں کوئی فرق بھی نہیں ہے۔

آخر میں قاسمی صاحب نے اس بات کا اعتراف تو کیا کہ یہ مسئلہ محض استحبابی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ جھوٹا دعویٰ بھی کر دیا کہ دیوبندی سینے پر ہاتھ باندھنے والوں پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔

کیا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں تعظیم ہے؟

قاسمی صاحب نے بلا دلیل یہ بات بھی لکھ دی کے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں تعظیم ہے۔

سوال یہ ہے کہ مردوں کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں تعظیم ہے یہ تعظیم وہمی ہے یا شرعی اگر شرعی ہے تو اس کا ثبوت فراہم کیا جائے اور اگر وہمی ہے،

توہم پرستی احباب دیوبند کو مبارک ہمیں اوہام پرستی کی نا تو عادت ہے اور نہ اس کی ہمارے نزدیک کوئی اہمیت۔

مناسب تو یہ ہوگا کہ مفتی صاحب کوئی حدیث ایسی ڈھونڈ نکالیں جس میں مردوں کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا تعظیم لکھا ہو اور عورتوں کے لئے سینہ پر ہاتھ باندھنا تعظیم بتلایا گیا ہو۔

ایک نئی دلیل :

قاسمی صاحب نے ایک نیا شوشہ بھی چھوڑا ہے فرماتے ہیں۔

"زیر ناف ہاتھ باندھنے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت بھی نہیں، ملخصا"

"گویا کہ مفتی صاحب نے مسلم عورتوں کو یہود و نصاریٰ کے درجہ میں رکھ دیا، جس طرح ان کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے اسی طرح مفتی صاحب یہاں یہ اصول بیان فرما رہے ہیں کہ اگر سینہ پر ہاتھ باندھیں گے تو عورتوں سے مشابہت لازم آئے گی۔

سوال یہ ہے کہ آخر صرف اسی فعل میں دیوبندیوں کو عورتوں کی مشابہت کا خیال کیوں آیا، نماز میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن میں مرد و عورت کو شریعت نے یکساں حکم دیا ہے؟ آخر ہاتھ باندھنے ہی میں ان کو اس کا خیال کیوں آیا؟ محترم اگر آپ ہمارا مشورہ مانیں تو اس مشابہت والے مسئلہ کو ذرا سی وسعت دے لیں۔ مثلاً رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین کر لیا کریں کیونکہ ایسا نا کرنے میں

عورتوں سے مشابہت لازم آتی ہے، کیونکہ وہ بھی رفع الیدین نہیں کرتیں اور آپ بھی رفع الیدین نہیں کرتے اس میں ان کے ساتھ مشابہت ہے لہذا، مریدوں کو مشابہت سے بچنے کے لئے رفع الیدین کا حکم دیدیں۔ اس سے دو فائدے ہونگے ایک تو عورتوں کی مشابہت سے نجات ملے گی دوسرے دیوبندی اہلحدیث، اختلاف کا ایک ستون ہمیشہ کے لئے گر جائے گا اور یہ نزاع ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔

اسی طرح دیوبندی عورتیں آمین زور سے نہیں پکارتیں آپ مرد حضرات بھی آمین زور سے نہیں کہیں گے تو ان سے مشابہت لازم آئے گی اس سے بچنے کا سیدھا طریقہ یہی ہے کہ آپ لوگ آمین زور سے پکارا کریں..... اس سے بھی مذکورہ دو عظیم فائدے حاصل ہونگے۔

دیکھتے ہیں مفتی صاحب اس مشابہت والے شوشے پر کب تک عمل پیرا رہتے ہیں۔

زیر ناف ہاتھ باندھنے کی روایات صحیح نہیں ہیں اور جس کو صحیح باور کرایا گیا تھا اس سے آپ کا مقصد حاصل نہیں ہوتا، ہاں اس میں دیوبندی اضافہ آپ کے لئے مفید ثابت ہو سکتا تھا مگر جب تک اس دنیا میں اہلحدیث موجود ہیں وہ اس طرح کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتے، کیونکہ ان کے حق میں ینفقون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین وارد ہو چکا ہے۔

غیر مقلدین کے پیشوا کا فتویٰ

ناظرین کرام!

اس عنوان کے تحت مفتی صاحب نے میر نور الحسن خاں صاحب کا فتویٰ نقل کیا ہے۔

ودست راست بر دست چپ بندد، خواہ بر سینہ نھد یا زیر ناف یا میان ہر دد، واحادیث وارد، دریں باب قریب بست حدیث است دادری از اہل علم دراں قدح نکردہ۔ ۲۶

جواب: ناظرین کرام! ذرا مفتی صاحب کی کتاب کا پہلا صفحہ دیکھیں جس میں انہوں نے یہ الزام تراشی کی ہے کہ اہلحدیث نے اس مسئلہ کو حق و باطل کا مسئلہ بنالیا ہے اور حنفیوں کو تنقید کا نشانہ بتاتے ہیں۔

حالانکہ خود ان کا پیش کردہ یہ حوالہ ان کے جھوٹ کو غلط ثابت کر رہا ہے۔

دوسری بات۔

میر نور الحسن صاحب اس باب میں وسعت کے قائل ہیں، ان کو اپنی معلومات کی بنیاد پر حق ہے کہ وہ ایسا کہیں، ہم ان کے مقلد نہیں ہم دلیل کے ساتھ ہیں اور دلیل کی رو سے سینہ پر ہاتھ باندھنا ہی قوی تر ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب اور مختار ہے۔

کسی حنفی کو جائز نہیں کہ ہمارے خلاف اقوال رجال پیش کرے کیوں کہ اقوالِ رجال ہمارے نزدیک دلیل نہیں۔ ہاں مقلدین کے خلاف ان کے علماء کے اقوال پیش کرنا درست ہے کہ وہ اقوالِ رجال ہی کو دلیل مانتے ہیں۔

علماء احناف اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ

۱۔ سرخیل علماء دیو بند مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

"علی ھذا ہاتھ سینہ پر باندھنا یا زیر ناف دونوں یکساں احادیث ہیں اور صحابہ کا عمل بھی مختلف ہے بعض تحت السرۃ اور بعض کا فوق السرۃ"۔

(سبیل الرشاد ۲۹ بحوالہ خاتمہ اختلاف ۳۳ مطبوعہ کراچی پاکستان)

۲۔ مشہور حنفی محدث علامہ محمد حیات سندھی نزیل مدینہ منورہ لکھتے ہیں۔

"ان یوضع الایدی علی الصدور فی الصلاۃ اصلا اصیلا ودلیلا جلیلا، فلا ینبغی لاھل الایمان الاستنکاف عنہ وکیف یستنکف المسلم عماثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی قال: "لایومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ" بل ینبغی ان یفعل ذلک۔"

(فتح الغفور صفحہ ۵، بحوالہ خاتمہ اختلاف)

بیان متذکرہ بالا سے بخوبی واضح ہو گیا کہ نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دلیل واضح ہے اور وہ حدیث صحیح ہے اور اہل ایمان کے لئے یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ اس سے روگردانی کریں اور مسلمان اس چیز سے روگردانی کیونکر کر سکتا ہے۔ جبکہ خود یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے اور پھر آپ کا ارشاد بھی ہے کہ کوئی تم میں سے ایماندار نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جائے۔ جو میں شریعت لایا ہوں مسلمان کو چاہیئے کہ اس پر عمل کرے۔

۳۔ صوفیاء ہند کے درمیان شاہ نعیم اللہ بہرائچی کو خاصی شہرت حاصل ہے موصوف نے مشہور شیخ طریقت مرزا مظہر جان جاناں دہلوی کے معمولات میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں لکھتے ہیں۔

''معمول چنیں بود کہ صلوات خمسہ را در اوقات مخصوصہ ومستحبہ ادامی نمودند، درغایت اعتدال رکوع، وسجود وقیام، وقعود، وقومہ، وجلسہ بجامی آورند، ومی فرمودند کہ شریعت عبادت ازہمیں اعتدال واقتصادست ودست را برابر سینہ می بستند، ومی فرمودند کہ این روایت راجح است از روایات زیر ناف۔

اگر کسے گوید کہ دریں صورت خلاف حنفیہ بلکہ انتقال از مذہب بمذہب لازم می آید گویم بموجب قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ۔ اذا ثبت الحدیث فہو مذہبی'' از انتقال درمسئلہ جزئی خلاف مذہب لازم نمی آید بلکہ موافقت درموافقت است،،

ترجمہ :۔ شیخ علیہ الرحمہ کا معمول یہ تھا کہ پنج وقتہ نماز مخصوص ومستحب اوقات میں رکوع، سجود، قیام، وقعود وقومہ وجلسہ میں نہایت اعتدال کے ساتھ ادا فرماتے اور کہا کرتے شریعت عبارت ہی اس اعتدال ومیانہ روی سے ہے۔

اور ہاتھ سینہ کے برابر باندھا کرتے تھے اور فرماتے تھے نماز میں سینہ کے برابر ہاتھ باندھنا زیر ناف کی روایت کے مقابلہ میں راجح تر ہے۔

اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس سے حنفیہ کی مخالفت بلکہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونا لازم آتا ہے تو میں اس کو یہ جواب دونگا کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے قول جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ کی روشنی میں کسی جزئی مسئلہ میں انتقال سے مذہب کی مخالفت لازم نہیں آتی بلکہ یہ تو موافقت در موافقت ہے۔

(انتہی۔ بحوالہ مفید الاحناف حصہ اول ۱۹۔ ۲۰)

از علامہ محمد عبدالغفور رمضان پوری۔

۴۔ ابجد العلوم مولفہ نواب سید صدیق الحسن خاں صاحب میں بھی مرزا مظہر جان جاناں کے متعلق یہی لکھا ہوا ہے کہ وہ نماز میں انگلی ہلاتے تھے، اور سینہ پر ہاتھ بھی باندھتے تھے اور فاتحہ خلف الامام کے استحسان کے قائل تھے۔

یہ چند حوالے علماء احناف کے سرسری طور پر پیش کر دیئے گئے ہیں تلاش کرنے والوں کو مزید حوالے بھی ملیں گے۔

قرآن کے فرمان "فصل لربک وانحر" کی تفسیر میں حضرت علی وابن عباس کا فرمان نماز میں سینے پر ہاتھ باندھو حضرت وائل بن حجر کا بیان آپ سینہ پر ہاتھ باندھا کرتے تھے حضرت قبیصہ بن ہلب الطائی اور طاؤس بن کیسان تابعی کا بیان اللہ کے رسول سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے، حضرت سہل بن سعد ساعدی و دیگر متعدد صحابہ کرام سے باتفاق صحیح صریح مرفوع متصل احادیث کے ذریعہ ہاتھ باندھنے کا یہ طریقہ بتلانا جس سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تائید ہو۔ خود علماء حنفیہ کا اعتراف کے سینہ پر ہاتھ

باندھنے کی احادیث صحیح ہیں حضرت امام شافعی، امام احمد بن حنبل و امام مالک کے راجح مسلک کا بیان کے ہاتھ ناف سے اوپر سینہ پر باندھے جائیں۔

اس سب کے باوجود موجودہ دیوبندی علماء کا اہلحدیث مذہب سے نفرت دلانے کے لئے بے بنیاد باتیں پھیلانا اور ۲۳ رسالے عوام کو فریب میں مبتلا کرنے کے لئے بڑی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کرنا سوئے ہوئے فتنہ کو ہوا دینا اور اپنے اکابر کے طریقہ سے انحراف کرتے ہوئے اہلحدیث دشمنی کو دین و ایمان قرار دے دینا اور اسی کو جہاد عظیم سمجھنا درحقیقت مذہبی خودکشی ہے۔

مسلکی حمیت کو بڑھاوا دینا اور مسلمانوں کے اصل مسائل سے آنکھیں موند لینا یقیناً دانش وری نہیں ہے۔

ہم مجبوراً اپنے دیوبندی بھائیوں کی زیادتی زبردستی اور بے وجہ دشمنی سے تنگ آ کر ان کی ان کرم فرمائیوں کا جواب دینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ ان کا تعاقب جاری رہے گا۔ جب تک کہ یہ اپنی اس روش سے باز نہ آ جائیں۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و الہ وصحبہ وسلم

☆☆☆

فہرست مضامین

تمت

☆☆☆

یہ رسالہ

* بتاتا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت رسول ہے۔
* مگر ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟
* ناف کے نیچے، ناف کے اوپر، ناف سے اوپر یا سینے پر؟
* ناف سے نیچے باندھنے کے دلائل کیا ہیں؟
* محدثین کے نزدیک ان کی حیثیت کیا ہے؟
* سینے پر ہاتھ باندھنے سے متعلق دلائل کی حیثیت کیا ہے؟
* اسی سے جڑے چند اور مباحث

پڑھئے اور حق شناس بنئے۔

Published By

IDARA TAHAFFUZ-E-KITAB-O-SUNNAT

Phatak Habash Khan Delhi-6